فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۰۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): ہاتھ سے بنائی گئی تصویر کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ہاتھ سے بنائی گئی تصویر حرام اور ناجائز ہے، یہ شرک تک پہنچنے کا ذریعہ ہے، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اس سے منع کر دیا، اسے مٹانے کا حکم دیا اور مصور پر لعنت کی گئی ہے، نیز اسے سخت وعیدیں سنائی ہیں۔

❁ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے گودنے والی، گدوانے والی، سود کھانے والے اور سود کھلانے والے پر لعنت بھیجی ہے، آپ ﷺ نے کتے کی قیمت اور زانیہ کی کمائی کھانے سے منع فرمایا ہے اور تصویر بنانے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔''

(صحيح البخاري : 5347)

❁ حیان بن حصین ابو ہیاج اسدی رحمہ اللہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَلَا أَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُّشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ .

''میں آپ کو اس کام کے لیے نہ بھیجوں، جس کے لیے مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا؟ کہ کوئی مورتی دیکھیں، تو اسے مٹا دیں اور کوئی بلند قبر دیکھیں، تو اسے برابر کر دیں۔''

(صحيح مسلم : 969)

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

وَلَا صُورَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا .

''اور کوئی تصویر دیکھیں، تو اسے ختم کر دیں۔''

❁ **سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:**

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ شَعِيرَةً .

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے، جو میری خلقت کی طرح تخلیق کی کوشش کرنے لگے، ان کو چاہیے کہ وہ ایک ذرہ، ایک دانہ یا ایک جو ہی پیدا کریں۔''

(صحيح البخاري : ٥٩٥٣، صحيح مسلم : ٢١١١)

❁ **سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:**

أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ .

''روز قیامت سب سے سخت عذاب میں وہ لوگ ہوں گے، جو اللہ کی تخلیق کی نقل کرتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : ٥٩٥٤، صحيح مسلم : ١٦٦٨)

❁ **سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:**

مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ،

وَلَيْسَ بِنَافِخٍ .

''جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی، روز قیامت اسے اس میں روح پھونکنے پر مجبور کیا جائے گا، لیکن وہ پھونک نہ سکے گا۔''

(صحيح البخاري : ٥٩٦٣، صحيح مسلم : ٢١١٠)

❀ ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

إِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ، فَعَلَيْكَ بِهٰذَا الشَّجَرِ، كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيهِ رُوحٌ .

''اگر آپ ضروری تصویر بنانا ہی چاہتے ہیں، تو درخت یا ہر اس چیز کی تصویر بنا لیں، جو ذی روح نہیں ہے۔''

(صحيح البخاري : ٢٢٢٥)

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ .

''روز قیامت اللہ کے ہاں سب سے سخت عذاب مصوروں کو ہوگا۔''

(صحيح البخاري : ٥٩٥٠، صحيح مسلم : ٢١٠٩)

❀ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ قَتَلَهُ نَبِيٌّ، أَوْ قَتَلَ نَبِيًّا، وَإِمَامُ ضَلَالَةٍ، وَمُمَثِّلٌ مِنَ الْمُمَثِّلِينَ .

''قیامت کے دن سب سے سخت عذاب میں وہ آدمی ہوگا، جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا یا کسی نبی نے اسے قتل کیا ہوگا اور گمراہ امام اور تصویر ساز۔''

(مسند الإمام أحمد :407/1، وسندهٗ حسنٌ)

اس بارے میں بہت سی واضح روایات موجود ہیں، جن سے ذی روح چیزوں کی تصویر کی حرمت معلوم ہوتی ہے، اس کی کئی وجوہ ہیں؛

① یہ اللہ کی تخلیق کی مشابہت ہے، جیسا کہ مذکورہ احادیث سے عیاں ہے۔

② یہ شرک کا سبب ہے۔

۞ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

اَلَّذِي أُوجِبَ النَّهْيَ عَنْهُ فِي شَرْعِنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ مَا كَانَتْ الْعَرَبُ عَلَيْهِ مِنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَالْأَصْنَامِ، فَكَانُوا يُصَوِّرُونَ وَيَعْبُدُونَ، فَقَطَعَ اللّٰهُ الذَّرِيعَةَ وَحَمَى الْبَابَ .

''ہماری شریعت میں تصویر سے ممانعت اس لیے ہوئی کہ عرب لوگ بتوں اور قبروں کی عبادت اس طرح کرتے تھے کہ ان کی تصویریں بناتے، پھر پوجا شروع کر دیتے، اللہ نے اس ذریعے کو ختم کر دیا اور توحید کی حفاظت کی۔''

(أحكام القرآن : ٩/٤)

۞ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا عُظِّمَتْ عُقُوبَةُ الْمُصَوِّرِ لِأَنَّ الصُّوَرَ كَانَتْ تُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِأَنَّ النَّظَرَ إِلَيْهَا يَفْتِنُ وَبَعْضُ النُّفُوسِ إِلَيْهَا تَمِيلُ .

''تصویر بنانے والوں کی سزا اتنی زیادہ اس لیے رکھی گئی کہ تصویروں کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی تھی، نیز اس کی طرف دیکھنا فتنے کا سبب ہے، بعض لوگ اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔''

(إعلام الحديث : ٢١٦٠/٣، فتح الباري لابن حَجَر : ٣٨٤/١٠)

③ تصویر سے یہود ونصاریٰ اور بت پرستوں کی مشابہت ہوتی ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ سیدہ اُم حبیبہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حبشہ کے ایک گرجے کا ذکر کیا، جس میں تصویریں تھیں، تو آپ نے فرمایا:

إِنَّ أُولٰئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ، بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا، وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ، فَأُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''جب ان لوگوں میں سے کوئی نیک آدمی فوت ہوتا، تو یہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں یہ تصویریں سجاتے، روز قیامت یہی لوگ اللہ کے ہاں سب سے برے ہوں گے۔''

(صحيح البخاري : ٤٢٧، صحيح مسلم : ٥٢٨)

❁ عکرمہ رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُون اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ﴾ (الأحزاب : ٥٧) ''یقیناً جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دیتے ہیں، ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أَصْحَابُ التَّصَاوِيرِ .

''ان سے مراد تصویریں بنانے والے لوگ ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٢٩٧/٨، وسندهٗ صحيح)

❁ محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ لَا يَتْرُكُ لِأَهْلِ فَارِسَ صَنَمًا إِلَّا كُسِرَ وَلَا نَارًا إِلَّا أُطْفِئَتْ .

”(غلبہ اسلام کے بعد) اہل فارس کے تمام بت توڑ دیئے گئے اور (عبادت کی غرض سے جلائی گئی) ہر آگ بجھا دی گئی۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٣٤٤/١٢، وسندهٗ صحيحٌ)

یاد رہے، یہ ممانعت صرف ان تصاویر کے بارے میں جو ذی روح کی تصاویر ہوں اور ان کی تعظیم کی جا رہی ہو، مثلا سجا کر یا لٹکا کر یا مجسمہ بنا کر۔

البتہ وہ تصاویر، جو پاؤں تلے روندی جاتی ہوں، مثلا تکیے، بستر، بچھونی وغیرہ میں ہوں یا ان کا سر کاٹ دیا جائے، تو ایسی تصویروں میں حرج نہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ ایک سفر سے واپس ہوئے، میں نے اپنے ایک روشن دان پر تصویروں والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، جب آپ نے اسے دیکھا، تو اتار پھینکا اور فرمایا:

أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ .

”روز قیامت سب سے سخت عذاب میں وہ لوگ ہوں گے جو تخلیق الٰہی کی نقل کرتے ہیں۔“

پھر ہم نے اس کپڑے کا ایک یا دو تکیے بنا لیے۔

(صحيح البخاري : ٥٩٥٤، صحيح مسلم : ١٦٦٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تصویروں والا پردہ لٹکایا، جس سے تکریم لازم آتی تھی، تو نبی کریم ﷺ نے اس پر سخت سے نکیر فرمائی اور اسے ہٹا دیا، پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پھاڑ کر تکیے بنا لیے، اب ان تصاویر کی حالت تکریم سے اہانت میں بدل گئی، تو نبی کریم ﷺ نے نکیر نہیں فرمائی۔

تنبیہ:

❀ سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تصویر کی ممانعت میں ایک روایت نقل کرتے ہیں، اس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ .

''البتہ اگر تصویر کپڑے پر منقش ہو، تو ممنوع نہیں۔''

(صحيح البخاري : ٥٩٥٨)

یہ استثنا ان منقش کپڑوں کے بارے میں ہے، جنہیں بطور تکریم و تعظیم نہ لٹکایا جائے۔

اسی طرح بعض سلف سے ثابت ہے کہ وہ انگوٹھیوں پر شیر وغیرہ کی تصاویر نقش کر لیتے تھے۔ ان کا مقصود تصویر کی تکریم و تعظیم نہیں تھا، محض زینت پیش نظر تھی، نیز بسا اوقات انگوٹھی کی اہانت اور تحقیر بھی ہوتی ہے۔

اسی طرح تصویروں والے کھلونے بھی ممنوع نہیں۔ ان کی استثنا ہے، کیونکہ ان کی تکریم و تعظیم نہیں ہوتی، بچے انہیں ادھر اُدھر پھینکتے رہتے ہیں، کبھی کبھار ان پر پیشاب بھی کر دیتے ہیں، الغرض یہ ممنوع نہیں۔

اسی طرح کسی ذی روح کی شکل میں کھانے پینے کی چیزیں تیار کرنا یا کھانوں پر تصاویر نقش کر کے انہیں مزین کرنا بھی ممنوع نہیں، جیسے کیک وغیرہ پر کیا جاتا ہے، یہ جائز ہے، کیونکہ انہیں توڑ کر کھا لیا جاتا ہے، نہ کہ ان کی تکریم و تعظیم کی جاتی ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ لِي : أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَاثِيلُ،

وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ، فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ الَّذِي فِي الْبَيْتِ يُقْطَعُ، فَيَصِيرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ، وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ، فَلْيُجْعَلْ مِنْهُ، وِسَادَتَيْنِ مَنْبُوذَتَيْنِ تُوطَآن، وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَلْيُخْرَجْ .

''میرے پاس جبریل آئے اور کہا: میں گزشتہ رات صرف اس لیے آپ کے گھر میں داخل نہ ہوا کہ گھر کے دروازے پر مردوں کی مورتیاں تھیں، گھر میں تصویروں والا پردہ تھا اور کتا بھی تھا، آپ دروازے پر موجود مورتیوں کا سر کاٹنے کا حکم دیں، وہ درخت کی مانند ہو جائیں گی، پردے کو کاٹ کر اس سے روندے جانے والے تکیے بنانے کا حکم دیں اور کتے کو گھر سے نکالنے کا حکم دیں۔''

(مسند أحمد : ٣٠٥/٢، سنن أبي داوٗد : ٤١٥٨، سنن الترمذي : ٢٨٠٦، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۸۵۴) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اَلصُّورَةُ الرَّأْسُ فَإِذَا قُطِعَ الرَّأْسُ فَلَيْسَ بِصُورَةٍ .

''تصویر سر سے ہوتی ہے، جب سر کاٹ دیا جائے، تو اسے تصویر نہیں کہتے۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٧٩/٧، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانُوا لَا يَرَوْنَ بِمَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيرِ بَأْسًا .

''سلف روندی جانے والی تصویروں میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ۳۲۱/۸، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا كَانَ مَبْسُوطًا يُوطَأُ وَيُبْسَطُ فَلَا بَأْسَ بِهٖ، وَمَا كَانَ يُنْصَبُ فَإِنِّي أَكْرَهُهٗ .

''جو تصویر نیچے بچھی ہو اور روندی جاتی ہو، اس میں کوئی حرج نہیں اور جو لٹکائی جائے، اسے میں پسند نہیں کرتا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ۳۲۰/۸، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ عکرمہ بن خالد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِالصُّورَةِ، إِذَا كَانَتْ تُوطَأُ .

''جب تصویر روندی جاتی ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ۳۱۹/۸، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانُوا يَكْرَهُونَ مَا نُصِبَ مِنَ التَّمَاثِيلِ نَصْبًا، وَلَا يَرَوْنَ بَأْسًا بِمَا وَطِئَتِ الْأَقْدَامُ .

''سلف نصب کی ہوئی تصاویر کو مکروہ سمجھتے تھے، جو تصاویر روندی جاتی تھیں، ان میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ۲۵۲۹۱، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّمَا الصُّورَةُ الرَّأْسُ، فَإِذَا قُطِعَ فَلَا بَأْسَ .

’’تصویر سر سے ہوتی ہے، جب اسے کاٹ دیا جائے، تو کوئی حرج نہیں۔‘‘

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٨/٣٢٠، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِالتِّمْثَالِ فِي حِلْيَةِ السَّيْفِ، وَلَا بَأْسَ بِهَا فِي سَمَاءِ الْبَيْتِ، إِنَّمَا يُكْرَهُ مِنْهَا مَا يُنْصَبُ نَصْبًا، يَعْنِي؛ الصُّورَةَ.

’’تلوار کو تصاویر سے مزین کیا گیا ہو، تو کوئی حرج نہیں، اسی طرح مکان کی چھت پر تصاویر بنی ہوں، تو بھی حرج نہیں، تصاویر وہ مکروہ ہیں، جو نصب کی گئی ہوں۔‘‘

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٢٥٢٠٧، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عبداللہ بن عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلَى الْقَاسِمِ وَهُوَ بِأَعْلٰى مَكَّةَ فِي بَيْتِهٖ فَرَأَيْتُ فِي بَيْتِهٖ حَجَلَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ الْقُنْدُسِ وَالْعَنْقَاءِ.

’’میں قاسم بن محمد رحمہ اللہ کے پاس گیا، آپ بالائی مکہ میں اپنے گھر موجود تھے، میں نے ان کے گھر میں ایک پردہ دیکھا، جس میں قندس اور عنقاء (دو پرندوں کے نام) کی تصاویر بنی ہوئی تھیں۔‘‘

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٢٥٣٠١، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ:

❁ زہری رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ التَّصَاوِيرَ مَا نُصِبَ مِنْهَا وَمَا بُسِطَ.

’’آپ رحمہ اللہ لٹکائی ہوئی اور نیچے بچھائی ہوئی تمام تصویروں کو ناپسند کرتے تھے۔‘‘

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٣٢٠/٨، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ **حافظ نووی ؒ فرماتے ہیں:**

قَالَ الزُّهْرِيُّ : النَّهْيُ فِي الصُّورَةِ عَلَى الْعُمُومِ وَكَذٰلِكَ اسْتِعْمَالُ مَا هِيَ فِيهِ وَدُخُولُ الْبَيْتِ الَّذِي هِيَ فِيهِ سَوَاءٌ كَانَتْ رَقْمًا فِي ثَوْبٍ أَوْ غَيْرَ رَقْمٍ وَسَوَاءٌ كَانَتْ فِي حَائِطٍ أَوْ ثَوْبٍ أَوْ بِسَاطٍ مُمْتَهَنٍ أَوْ غَيْرِ مُمْتَهَنٍ عَمَلًا بِظَاهِرِ الْأَحَادِيثِ ...... وَهٰذَا مَذْهَبٌ قَوِيٌّ .

''زہری ؒ کا کہنا ہے کہ تصویر کی ممانعت عام ہے، اسی طرح تصویر میں چیز کے استعمال اور تصویر والے گھر میں داخلہ کا معاملہ ہے، تصویر خواہ کپڑے میں منقش ہو یا نہ ہو، خواہ دیوار میں ہو، خواہ کپڑے میں ہو یا چٹائی میں حقیر سمجھی جاتی ہو یا نہ، ظاہری طور پر احادیث پر عمل کا یہی تقاضا ہے، یہی قوی مذہب ہے۔''

(شرح مسلم : ٨٢/١٤)

ہمارے مطابق یہ مؤقف مرجوح ہے، راجح مؤقف وہی ہے، جو جمہور سلف اور اہل علم نے اختیار کیا ہے، جیسا کہ ہم نے ثابت کر دیا ہے، واللہ اعلم!

الحاصل:

جس تصویر کی تکریم و تعظیم ہو، جیسے لٹکانا یا نصب کرنا، تو وہ حرام ہے اور جس کی اہانت و تحقیر ہو، جیسے بچھانا یا روندنا، وغیرہ، تو وہ مباح ہے۔ مجسمہ ہر صورت حرام ہے۔ اگر تصویر یا مجسمہ کا سر کاٹ لیا جائے، تو مطلق طور پر مباح ہے، کیونکہ وہ تصویر کے حکم میں نہیں۔

(سوال): امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو مقتدی کس طرح نماز پڑھیں؟

(جواب): اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو مقتدی کو اختیار ہے، چاہے امام کی طرح بیٹھ کر نماز پڑھ لے، چاہے کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام کی نماز کا ذکر کرتی ہیں:

كَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ.

''سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔''

(صحيح البخاري: 683، صحيح مسلم: 418، واللّفظ لهٗ)

ثابت ہوا کہ امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِئْتَمُّوا بِأَئِمَّتِكُمْ إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا.

''امام کی اقتدا کریں، اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائے، تو آپ بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے، تو آپ بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں۔''

(صحيح مسلم: 413)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهٖ وَهُوَ شَاكٍ، فَصَلَّى جَالِسًا وَصَلَّى وَرَاءَهٗ قَوْمٌ قِيَامًا، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ، فَإِذَا رَكَعَ، فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ، فَارْفَعُوا، وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا.

''رسول اللہ ﷺ بیمار تھے اور گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے، آپ کے پیچھے کچھ صحابہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، تو آپ ﷺ نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا، پھر نماز مکمل کرنے کے بعد فرمایا: امام اس لیے بنایا جاتا ہے، تاکہ اس کی اقتدا کی جائے، لہذا جب وہ رکوع کرے، تو آپ رکوع کریں، جب وہ رکوع سے سر اُٹھائے، تو آپ سر اٹھائیں اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو آپ بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں۔''

(صحيح البخاري: 688، صحيح مسلم: 412)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا صَلَّى جَالِسًا، فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ.

''جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو آپ سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں۔''

(صحيح البخاري: 722، صحيح مسلم: 414)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

صَلَّى بِهِمْ جَالِسًا، وَصَلَّوْا مَعَهٗ جُلُوسًا.

''آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی، اُن کے ساتھ لوگوں نے بھی بیٹھ کر نماز پڑھی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 326/2، وسندهٗ صحيحٌ)

ان آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو مقتدی بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں اور اُن اہل علم کا رد ہے، جو ان احادیث کو منسوخ سمجھتے ہیں، جن میں مقتدیوں کے لیے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے، کیونکہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ راوی حدیث ہیں۔

سوال: درج ذیل آیت میں قرآن کو ترک کرنے سے کیا مراد ہے؟

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا﴾

(الفرقان : ۳۰)

”(روز قیامت) رسول کہے گا، اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو ترک کر دیا تھا۔“

جواب: قرآن کو ترک کرنے کا مفہوم بہت وسیع ہے، اس میں کئی چیزیں شامل ہیں؛

① قرآن کریم کی تلاوت نہ کرنا ② قرآنی احکام پر عمل نہ کرنا
③ قرآن کے مطابق فیصلہ نہ کرنا ④ قرآن میں تدبر نہ کرنا
⑤ قرآن کا احترام نہ کرنا ⑥ قرآن سے شفا کو جائز نہ سمجھنا
⑦ تلاوت کے وقت شور وغل کرنا ⑧ تلاوت سننے سے اعراض کرنا
⑨ قرآن سے محبت نہ کرنا ⑩ قرآن کی مخالفت اور بے حرمتی کے وقت کوئی حرج محسوس نہ کرنا، وغیرہ۔ تلک عشرۃ کاملۃ

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهٗ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

(الأعراف: ٢٠٤)

''جب قرآن کی تلاوت کی جائے، تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو، تا کہ تم پر رحمت ہو۔''

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ﴾(فُصِّلت: ٢٦)

''کافروں نے کہا کہ اس قرآن پر دھیان مت دو اور اس (کی تلاوت) میں شور وغل کرو، تا کہ تمہارا غلبہ قائم رہے۔''

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا﴾(بني إسرائيل: ٨٢)

''ہم نے قرآن کو نازل کیا، یہ مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے، البتہ یہ (قرآن) ظالموں کے لیے نقصان میں اضافہ کا باعث ہے۔''

سوال: ماتم کی مجالس میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: ماتم کے لیے مجالس قائم کرنا بدعت ہے، جبکہ قرآن بدعات کو مٹاتا ہے، لہٰذا کسی بدعت کو شرعی جواز دینے کے لیے اس میں قرآن کریم کی تلاوت کو سہارا بنانا جائز نہیں۔ یہ اچھی نیت سے برا کام ہے۔ یہ گناہ کی مجالس ہیں، ان میں شرکت کرنا ممنوع ہے۔

سوال: جمعہ کے دن درود کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: جمعہ کے دن درود پڑھنے کی فضیلت میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

❁ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَّعْرُوضَةٌ عَلَيَّ .

''جمعہ کا دن افضل ہے۔ اس دن سیدنا آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور سخت آواز ظاہر ہوگی۔ لہٰذا جمعہ کے دن مجھ پہ بکثرت درود پڑھیں آپ کا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔''

ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وفات کے بعد آپ پر درود کیسے پیش کیا جائے گا؟ کیا آپ کا جسدِ مبارک خاک میں نہیں مل چکا ہوگا؟ فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ .

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا کے اجسادِ مقدسہ حرام قرار دیئے ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 8/4، سنن أبي داوٗد : 1047، 1531، سنن النّسائي : 1375، سنن ابن ماجه : 1085، 1636، فضل الصّلاة على النبيّ للقاضي إسماعيل : 22)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (1733)، امام ابن حبان (910) اور حافظ ابن قطان فاسی (بیان الوهم والإیهام : 574/5) رحمہم اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ (278/1) نے ''امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' کہا ہے اور ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(ریاض الصّالحین : 1399، خلاصة الأحکام : 441/1، 814/2)

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ تَأَمَّلَ هٰذَا الْإِسْنَادَ؛ لَمْ يَشُكَّ فِي صِحَّتِهٖ، لِثِقَةِ رُوَاتِهٖ، وَشُهْرَتِهِمْ، وَقُبُولِ الْأَئِمَّةِ أَحَادِيثَهُمْ .

''سند کی تحقیق کریں گے، تو آپ اس کی صحت پر شک نہیں کر سکیں گے، کیوں کہ اس کے راوی مشہور ثقات ہیں اور ائمہ نے ان کی روایات قبول کی ہیں۔''

(جلاء الأفهام : 81)

تبصرہ:

یہ روایت منکر (ضعیف) ہے۔اس سند میں عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم ہے، یہ ضعیف و منکر الحدیث ہے۔امام بخاری، امام ابوحاتم، امام ابوزرعہ اور امام ابن حبان رحمہم اللہ جیسے کبار ائمہ حدیث نے یہی کہا ہے۔اس کو عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر (ثقہ) قرار دینا خطا ہے۔

❀ اس حدیث کو امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 529/2)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِينَ مَرَّةً؛ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوبَ ثَمَانِينَ عَامًا، فَقِيلَ لَهٗ : كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : تَقُولُ : اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، وَتَعْقِدُ وَاحِدَةً .

''جس نے جمعہ کے دن مجھ پر اسی (80) مرتبہ درود پڑھا، اللہ اسی سال کے گناہ معاف کر دے گا، سوال ہوا، اللہ کے رسول! درود کیسے پڑھیں؟ فرمایا:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ .

(تاريخ بغداد للخطيب : 463/13، العِلَل المتناهية في الأحاديث الواهية لابن الجوزي :468/1، ح : 796، ميزان الاعتدال للذّهبي : 351/3)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے، وہب بن داؤد بن سلیمان ابوالقاسم کے متعلق خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ ضَرِيرًا، وَلَمْ يَكُنْ ثِقَةً .

''نابینا تھا اور قابل اعتبار نہیں تھا۔'' (تاریخ بغداد : 463/13)

۞ **حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''متہم'' قرار دیا ہے۔**

(تلخيص العلل المتناهية : 530/2)

۞ **حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(العِلَل المتناهية :468/1)

۞ **حافظ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

حَسَّنَهُ الْعِرَاقِيُّ، وَمِنْ قَبْلِهٖ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ النُّعْمَانِ، وَيَحْتَاجُ إِلٰى نَظَرٍ .

''حافظ عراقی رحمہ اللہ اور ان سے پہلے ابوعبداللہ (محمد بن موسیٰ) بن نعمان رحمہ اللہ (۶۸۳ھ) نے اسے حسن قرار دیا ہے، لیکن یہ بات محل نظر ہے۔''

(القول البدیع، ص 199)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلصَّلَاۃُ عَلَيَّ نُورٌ عَلَی الصِّرَاطِ فَمَنْ صَلَّی عَلَيَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ ثَمَانِینَ مَرَّۃً غُفِرَتْ لَہٗ ذُنُوبُ ثَمَانِینَ عَامًا .

''مجھ پر درود پڑھنا پل صراط پر نور بن جائے گا۔جس نے جمعہ کے دن مجھ پر اَسی مرتبہ درود پڑھا، اس کے اَسی سال کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

(أطراف الغرائب لابن الطّاهر : 186/5، ح : 5095، التّرغيب لابن شاهين : 22، الغرائب الملتقطة لابن حجر : 466/5-467)

تبصرہ:

سند سخت ضعیف ہے۔

① علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے۔

② حجاج بن سنان متروک ہے۔

(لسان الميزان : 481/2، تسديد القَوس لابن حَجَر : 568/2)

③ عون بن عمارہ ضعیف ہے۔

④ سکن بن ابی سکن (یا زکریا بن عبدالرحمٰن) برجمی کی توثیق نہیں۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَرْبَعَۃُ ضُعَفَاءُ .

''چاروں راوی ضعیف ہیں۔''

(نتائج الأفكار، ص 56)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''منکر'' کہا ہے۔

(لسان المیزان: 2/178، 2/481)

سوال: کیا نوافل بھی ایمان میں داخل ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت کے نزدیک تمام اعمال صالحہ ایمان میں داخل ہیں، خواہ وہ فرائض ہو یا نوافل۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ، الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ﴾(الأنفال: ۲-۳)

''بلاشبہ مومن وہ ہیں کہ جب ان کے پاس اللہ کا ذکر کیا جائے، تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات تلاوت کی جائیں، تو ان کے ایمان بڑھا دیتی ہیں، نیز وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں، وہ لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا، اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

یہ آیت نص ہے کہ نوافل سے بھی ایمان بڑھتا ہے۔